ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL

Vol.2 No.1 2025

سرائیکی کی آوازیں(ترجمہ اور تجزیہ)

Seraiki Sounds (Translation and Analysis)

ڈاکٹر محمد امجد

انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی اسلام آباد

Dr. Muhamad Amjad

International Islamic University Islamabad

Abstract: In Saraiki, there are a total of 56 sounds (including consonants, vowels, and semi-vowels in their symbolic phonetic forms). According to Dr. Christopher Shackle, out of these letters of the alphabet, 48 are consonants. Although these sounds are part of the Saraiki alphabet, many of them cannot be pronounced correctly by native Saraiki speakers. However, if those people are given practice, they can learn to pronounce them. In everyday speech, though, most speakers cannot articulate them accurately. Many of these sounds are foreign, particularly those from Arabic and Persian. Saraiki sounds are commonly divided into four categories: The first category consists of sounds that are also found in Semitic, Aryan, and Dravidian languages. These are generally the fundamental sounds present in almost every language in some form. In Saraiki, these sounds are represented with corresponding letters of the alphabet.

Key words: Saraiki, Language, vowels, alphabet

کلیدی الفاظ: سرائیکی، زبان، مصوتے، حروف تہجی

سرائیکی میں کل آوازیں(علامتی صوت میں حروف صحیح، مصوتے اور نیم مصوتے سمیت)۵۶ ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

آ۔با۔بھا۔ٻا۔پا۔پھا۔تا۔تھا۔ٹا۔ٹھا۔ثا۔جا۔جھا۔ڄا۔چا۔چھا۔حا۔خا۔دا۔دھا۔ݙا۔ڈھا۔ڈا۔ذا۔را۔ڑا۔ڑھا۔زا۔ژا۔سا۔شا۔صا۔ضا۔طا۔ظا۔عا۔غا۔فا۔قا۔کا۔کھا۔گا۔گھا۔ ڳا۔لا۔لھا۔ما۔نا۔نھا۔ݨا۔وا۔ہا۔ء۔یا(ی۔ے)

کچھ لوگوں کے خیال میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔وہ سرائیکی کے اضافی حرفوں میں ڃا(نج)ڱا (نگ)اوری(خفی الصوت)کا اضافہ کرتے ہیں۔[۱]

[۱]میرے خیال میں **ڃا(نج)اور ڱا**(ن + ج)اور(ن + گ)کا مجموعہ ہیں۔لہذا سرائیکی میں ان آوازوں کے محدود الفاظ کی وجہ سے ان(الفاظ)کا اضافہ ضروری نہیں۔یہاں **خفی الصوت** کا مسئلہ بھی موجود ہے اردو میں ان کو یائے مخلوط کہا جاتا ہے۔اور کہیں لفظ میں ان کی موجودگی میں اس کے اوپر یہ نشان ^ لگایا جاتا ہے۔مثلا **پیاس، بیاہ، گیا اور دھیان** وغیرہ۔میرے خیال میں ہمیں صرف "ی" سے کام پورا کرنا چاہیے۔یا زیادہ سے زیادہ اردو والا طریقہ قبول کرلینا چاہیے۔

ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل کے مطابق ان حروف تہجی میں سے حروف صحیح کی تعداد ۴۸ ہیں۔سرائیکی حروف تہجی جن آوازوں کے حامل ہیں۔ان میں سے بہت ساری آوازیں سرائیکی بولنے والے صحیح طرح ادا نہیں کر سکتے۔اگر ان لوگوں کو اس کی مشق کروائی جائے تو وہ انہیں بولنے پر قادر ہو جائیں گے۔لیکن عام طور پر اس کا صحیح تلفظ ادا نہیں کرسکتے۔ان میں اکثر آوازیں بیرونی ہیں۔جن میں خاص کر عربی اور فارسی کی آوازیں۔عربی حروف کے گروپ سے تعلق رکھنے والے الفاظ درج ذیل ہیں۔

ا۔آ۔عا

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

۲۔ تا۔ طا

۳۔ ثا۔ سا۔ صا

۴۔ حا۔ ہا

۵۔ ذا۔ زا۔ ضا۔ ظا

۶۔ قا۔ کا

اگرچہ اہل عرب ان حروف کو صحیح لہجے میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن اہل سرائیکی تا۔ طا۔ سا۔ صا۔ زا۔ ذا۔ ضا۔ ظا اور کا، قا کا فرق ٹھیک سے ادا نہیں کر سکتے۔ اس طرح فارسی میں کچھ مخصوص آوازیں ایسی ہیں جو عربی میں اضافہ کر کے بنائی گئی ہیں۔ ان میں سے پا، چا اور گا کی آوازیں اہل سرائیکی آرام سے ادا کر سکتے ہیں۔ ان کے لیے "ژا" غیر ضروری آواز ہے کیونکہ سرائیکی لغت اس سے خالی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وادی سندھ کے پرانے رسم الخط میں ان آوازوں کے لیے کوئی علامت (حروف تہجی) موجود نہیں اس کے برعکس سرائیکی میں کچھ ایسی آوازیں موجود ہیں۔ جو سامی اور ایرانی زبانوں میں موجود نہیں ہیں ان آوازوں کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ٹا۔ ڈا۔ ڑا۔ بھا۔ ٻا۔ کھا۔ تھا۔ ٹا۔ ٹھا۔ جا۔ جھا۔ ڄا۔ چھا۔ دھا۔ ڈھا۔ کھا۔ ڳا۔ گھا اور ݨ وغیرہ۔

یہی آوازیں وادی سندھ کی پرانی زبانوں سے لی گئی ہیں۔ اب اگر اوپر کی تحریر کی روشنی میں ہم سرائیکی کی حقیقی آوازیں (حروف تہجی کی شکل میں مصوتے اور نیم مصوتے سمیت) تلاش کریں تو یہ مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں۔

آ-ا-با-بھا- ٻا-پا-پھا-تا-تھا-ٹا-ٹھا-جا-جھا- ڄا-چھا-حا-خا-دا-دھا-ڈا-ڈھا-ذا-را-ڑا-ڑھا-سا-شا-عا-فا-کا-کھا-گا-گھا-ڳا-لھا-ما-ں ^-نا-نھا-ݨ-وا-ہا-ء-یا (ی-ے)

اس جگہ میں جو حروف تہجی شامل نہیں کیے۔ ان کی آوازوں اور شکلوں کے بارے میں بہت سے ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ ان کو اردو (سرائیکی اور پنجابی سمیت) میں جگہ دینے کی ضرورت نہیں۔ ا؎

ا؎ اشرف الدین اصلاحی لکھتے ہیں۔ ز۔ ذ۔ ض۔ ظ۔ ث۔ س۔ ص۔ ت۔ ط۔ ح۔ ہ۔ ع اور ا (الف) کو ڈاکٹر شوکت سبزواری علیحدہ علیحدہ صوت (PNONEME) مانتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر محی الدین زور، ڈاکٹر مسعود حسین خان، ڈاکٹر گیان چند، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ان حروف کو صوتیات میں جگہ دینے کو تیار نہیں۔

ڈاکٹر گیان چند کہتے ہیں۔ ص۔ ث۔ ط۔ ظ۔ وغیرہ عربی میں ان کی واضح آوازیں بھی موجود ہیں اور صوتیات بھی۔ لیکن ہندوپاک میں جو ایک الفاظ کی تکرار سے زیادہ نہیں، کو صوتیہ تو دور کی بات صوت کا مرتبہ بھی نہیں مل سکتا تو پھر ان کے لیے علیحدہ تحریری علامتیں بر قرار رکھنے کا کیا معنی۔ زبان کی اصل شکل تقریر ہوتی ہے۔ نہ کہ تحریر۔ تحریر کا کام تقریر کو صحت کے ساتھ قلمبند کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ عَلَم کو الم (جھنڈا) لکھا جائے تو فرق نہیں پڑتا جتنا بار (بمعنی بوجھ) اور بار (بمعنی پھل) میں۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان لکھتے ہیں۔

> "یہ تمام حروف ہیں صوت نہیں اس لیے اردو رسم الخط کے لیے ایک طرح سے وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ عربی، فارسی لسانی روایت کی دھاک ابھی تک اس طرح قائم ہے اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود ان سے چھٹکارا نہیں مل سکا ہے۔"

سرائیکی آوازوں کے ماخذ:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ خالص سرائیکی کی آوازیں ان علاقوں میں پیدا ہوئی ہیں جہاں یہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یا ان زبانوں سے ادھار لی گئیں ہیں۔ جو وادی سندھ پر حملہ کرنے والے بولتے تھے۔ اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ یہ آوازیں کہیں سے ادھار نہیں لی جاسکتی۔ کیونکہ انسان بولنے کی صلاحیت آواز کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ سرائیکی آوازوں کو عام طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ان آوازوں کا پہلا حصہ ہمیں سامی آریائی اور دراوڑی زبانوں میں ملتا ہے۔ یہ عام طور پر بنیادی آوازیں ہیں اور تقریبا ہر زبان میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوتی ہیں۔ سرائیکی میں انہی آوازوں کو انہی حروف تہجی کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

آ۔ با۔ تا۔ جا۔ حا۔ خا۔ دا۔ ذا۔ را۔ سا۔ شا۔ غا۔ فا۔ کا۔ لا۔ ما۔ فا۔ وا۔ یا

(ان میں حروف صحیح، مصوتے اور نیم مصوتے سب شامل ہیں) سرائیکی آوازوں کا دوسرا حصہ وہ ہے جو سامی اور ایرانی زبانوں میں ملتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

بھا۔ پھا۔ تھا۔ ٹا۔ ٹھا۔ جھا۔ چھا۔ دھا۔ ڈا۔ ڈھا۔ ڑا۔ ڑھا۔ کھا۔ گھا۔ وغیرہ[1]

ہ مخلوط والے ہکار حروف (کسی حروف کو ادا کرتے وقت ہوا منہ میں دور تک لے جائیں) حروف ہکار کہلاتے ہیں۔ مثلا بھ ۔ پھ ۔ تھ۔ ٹھ کو عام طور پر مرکب الفاظ سمجھا جاتا ہے۔۔ حالانکہ حقیقتا یہ مفرد حروف ہیں اور اعضائے صوت بھی ایک ہی حرکت سے ادا ہوتے ہیں۔ اس لیے گورمکھی، لنڈا اور ناگری رسم الخط میں ان کے لیے علامتیں بھی اپنی اپنی بنائی گئیں ہیں۔

یہ حروف جن آوازوں کے حامل ہیں ان کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ ہند آریائی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس بارے میں سیلٹر اور کالڈویل کہتے ہیں کہ بھا۔ پھا۔ جھا۔ کھا۔ وغیرہ میں ہ مخلوط کی آواز ہے جو سنسکرت اور اس کی شاخ ہندی وغیرہ کو یورپی زبانوں سے ممتاز کرتا ہے یہ دراوڑی زبانوں سے ماخوذ ہیں۔[1]

مسٹر آئزک ٹیلر اپنی کتاب "آریائیں دی ابتدا" میں سنسکرت اور دراوڑی زبانوں کے باہمی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

"سنسکرت کے علاوہ آریائی گروپ کی دوسری زبانیں "تالو" اور زبان کی مدد سے ادا ہونے والے حروف سے خالی ہیں۔ جو کہ **خالصتا** دراوڑی صوتیات کی خصوصیات میں سے ایک ہیں۔ سنسکرت زبان میں ان کا ملنا دراوڑی زبان کے اثرات کا ثبوت ہے"

ڈاکٹر سلیشا آئیگر ا اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"جو ہند آریائی زبان اور قدیم ترین آریائی زبان کے فرق کی خاص علامت یہی ہے کہ ان حروف میں حروف نطسقیہ کا (جو دانت اور زبان کے ملنے سے ادا ہوتے ہیں) ایک اور سلسلہ موجود ہے۔ یعنی حروف مخنئ (جن کو ادا کرتے وقت زبان "تالو" سے لگتی ہو) کی اہمیت زبان کی تاریخ میں بڑھ گئی ہے۔ اور یہ سنسکرت کی لغت میں کثرت سے شامل ہیں۔ اگرچہ یہ یورپی زبانوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اور یہ صرف دراوڑی زبانوں سے مخصوص ہیں۔"

سرائیکی کا تیسرا حصہ فارسی زبان کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

ا۔ میںحیٰ رسم الخط میں ہ مخلوط کی آواز والا لفظ کھا موجود ہے نہ جائے سلیٹر اور کالڈویل ان کی موجودگی کو نظر انداز کیوں کرتے ہیں۔

اس حصے میں آوازیں شامل ہیں۔ حروف تہجی ملاحظہ ہوں:

پا۔ چا اور گا وغیرہ۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

اگرچہ فارسی کی ایک اور آواز "ژا" بھی ہے۔ لیکن سرائیکی میں اس آواز کی گنجائش موجود نہیں۔ سرائیکی آوازوں کا چوتھا حصہ وہ ہے جو خالص سرائیکی کے ساتھ مخصوص ہے یہ آوازیں (سوائے سندھی کے) دوسری زبانوں میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ ان آوازوں کو علامتوں کا یہ روپ دیا گیا۔

ٻ، ڄ، ݙ، ڳ، ݨا

جہاں تک ٻا، ڄا، ݙا اور ڳا کا تعلق ہے۔ یہ سرائیکی کے علاوہ صرف سندھی میں موجود ہیں۔ دیوناگری رسم الخط میں ٻا اور ڄا، کے لیے بالترتیب یہ علامتیں بنائی گئیں ہیں۔ ٻا(ب) کے ساتھ ملتی جلتی آواز چینی زبان میں پائی جاتی ہے۔ "اوپے دا" اور "کوں پے دا" سرائیکی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔

اݨ اگرچہ ایک مرکب لفظ ہے جون + ڑ کا مجموعہ ہے۔ لیکن بہت سارے ماہر لسانیات ان کو مرکب لفظ نہیں سمجھتے لیکن گورمکھی نے اس کے لیے علامت بنائی ہے۔ دیوناگری میں اس کے لیے علامت ہے۔ آج کل سرائیکی دانشور اس کے لیے یہ علامت ݨ بنائی ہے۔ یہ آواز سرائیکی کے علاوہ پنجابی، ہندی اور چینی میں بھی ملتی ہے۔ اس کے بارے میں ایڈوانی کا خیال ہے کہ یہ دراوڑی زبان ہے جبکہ میرے خیال میں یہ ایک ایسی آواز نہیں۔

منڈاری آوازیں:

آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھا ہے کہ سرائیکی کی بنیاد کی پہلی اینٹ رکھنے کا کام منڈا قبائل کی ایک زبان منڈاری نے دیا تھا۔ اس لیے یہ بات حیرانی کا باعث نہ ہو کہ میں کہوں کہ سرائیکی کی بنیادی آوازیں

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

منڈاری سے آئیں ہیں۔ کیونکہ منڈاری زبان کے کئی لفظ مثلاہو ہنٹی چانگ(جھنگھ)ڈوئی اور ڈانگ سرائیکی میں ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ ان الفاظ کی جڑ میں ہا۔ چا۔ اور ڈا کی موجودگی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منڈاری زبان کی آوازیں ہیں اور کچھ دلائل بھی اس کے حق میں موجود ہیں۔

ا۔ منڈا قبائل سے تعلق رکھنے والے قبائل اب تک کچھ پاکستان میں موجود ہیں۔ اور وہ سرائیکی کی ان آوازوں کو اچھے طریقے سے ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آوازیں ان کے لیے غیر مانوس نہیں۔

۲۔ منڈا قبائل دوسرے قبائل کی طرح مغرب سے وادی سندھ سے نہیں آئے۔ بلکہ آسٹریلوی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ سامی نسل سے (جو سرائیکی کی ان آوازوں کو ادا کر سکتے ہیں) جدا نسل سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لیے ان آوازوں کی ادائیگی ممکن ہے۔

۳۔ آوازوں کو ادا کرنے کی صلاحیت گلے کی بناوٹ اور جغرافیائی تخاوت پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ اس لیے اسے ہر نسل کے لوگ بغیر خصوصی مشق کے ادا نہیں کر سکتے۔ چونکہ یہ خصوصیت تقریبا صرف سرائیکی اور سندھی بولنے والوں میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس علاقے میں پرانے دور سے موجود منڈا قبائل ان آوازوں کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۴۔ یہ آوازیں سندھی اور سرائیکی کے علاوہ کسی حد تک ہندی اور چینی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور یہ ساری زبانیں تورانی گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ اس گروہ کے بولنے والے ان آوازوں کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جن میں منڈاری بھی شامل ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سرائیکی کی یہ آوازیں منڈاری زبان سے لی گئی ہیں۔

سرائیکی آوازوں کی ادائیگی:

آوازوں کی صحیح ادائیگی پر زور اس لیے دیا جاتا ہے کہ اگر آواز ٹھیک سے ادا نہ ہو تو مطلب واضح نہیں ہوتا ۔ آوازوں کی صحیح ادائیگی کا انحصار زبان، دانت اور حلق سے وابستہ مختلف اعضا کی بناوٹ سے ہے اگر ان

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

میں سے کسی ایک میں کوئی نقص واقع ہو تو آواز ٹھیک سے ادا نہیں ہو پاتی۔ کچھ لوگ بعض آوازوں کی ادائیگی سے قاصر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ ادا کرنے والے کے کسی عضو کا نقص بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے توتلا انسان آوازوں کو ٹھیک سے ادا نہیں کر پاتا۔ اس طرح بھارت سے آنے والے کچھ لوگوں کو "ش" اور "ز" کے درست لہجے میں ادائیگی مشکل پیش آتی ہے۔ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا جائے تو کچھ علاقے کے سارے لوگ یا پوری نسل کچھ آوازوں کو ادا کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔

بہت سے سرائیکی لوگوں کے لیے ث۔ ص۔ ض۔ ظ اور ق کو درست عربی لہجے میں ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی کئی قوموں کے لیے سرائیکی کی مخصوص آوازیں ٻا(ب)ڄا(ج)ݙا(ڈا)اور ڳا(گ) کو بولنا مشکل ہے۔ آوازوں کی ادائیگی میں پوری نسل کو مشکل پیش آنے کا مطلب صرف گلے کی بناوٹ نہیں بلکہ جغرافیائی حالات بھی ہو سکتے ہیں۔ ماہر لسانیات آوازوں کی تقسیم کی ادائیگی دانت اور ہونٹوں کی حرکت کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ سرائیکی آوازوں کی ادائیگی کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے:

		گلوٹی یا تھی	نرم تالو یا غشائی	تالوئی	دنتی معکوس	دنتی	لبی
غیر مسموع	سادہ (برآمدی)	x	ک	چ	ٹ	ت	پ
	ہکار (منفوس)	x	کھ	چھ	ٹھ	تھ	پھ
مسموع	سادہ (برآمدی)	x	گ	ج	ڈ	د	ب
	درآمدی	x	ڳ	ڄ	ݙ	x	ٻ
	ہکار (منفوس)	x	گھ	جھ	ڈھ	دھ	بھ

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

	انفی یا غنائی	x	نج (ن+ج)	نگ (ن+گ)	ݨ	ن۔نھ	م
	صفیری	ح۔ہ	خ،غ	ش	x	ز۔س	ف
	دستکی یا تھپک وار	x	x	x	ڑ۔ڑھ	ر	x
	پہلوئی	x	x	x	x	ل۔لھ	x
	نیم مصوتے	x	x	ی	x	x	و

سرائیکی زبانوں کی ادائیگی میں غیر سرائیکی لوگوں کو عام طور پر انھیں چار مخصوس آوازوں ٻا(ب)جا (ج)ڈا(ڈٖا)اور ڳا(گب) کی ادائیگی میں مشکل آتی ہے۔ حالانکہ ان کی ادائیگی کا آسان سا اصول موجود ہے۔ ان چار آوازوں کو درآمدی آوازوں کا نام دیا گیا ہے۔

ان کی ادائیگی کے وقت ہوا کو منہ کے اندر لینا پڑتا ہے۔ مثلاً **با** کو ادا کرتے وقت ہوا منہ سے باہر نکلتی ہے اور **ٻا** کو ادا کرتے وقت ہوا کو منہ کے اندر لینا پڑتا ہے۔ اس طرح جا(ج)ڈا(ڈا)اور ڳا(گب) کو ادا کیا جا سکتا ہے۔

مجموعی جائزہ:

اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ سرائیکی کی ساری آوازیں چھیالیس(۴۶)ہیں لیکن ان کے لیے علامتیں چھپن(۵۶)ہیں جو کہ ضرورت سے زیادہ ہیں یہ زائد علامتیں عربی اور فارسی سے لی گئی ہیں۔ لیکن ابھی تک سرائیکی میں ان آوازوں کا درجہ نہیں لے سکیں۔ اور شاید مستقبل میں بھی نہ لے سکیں۔ لیکن اب پچھلے ایک ہزار سال کی علمی روایات کی وجہ سے یہ صورت بن گئی ہے کہ ان کو سرائیکی حروف تہجی سے خارج کرنا مشکل ہے کیونکہ فتح سندھ کے بعد ہم پرانے علمی و ادبی ورثے سے محروم ہو گئے اور اس کے بعد تخلیق ہونے والا سرائیکی ادب میں اسلامی فکر اور عربی فارسی لغت سے بھر گیا۔ اور اب یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ پچھلے ہزار سال کی دی ہوئی مدت میں پیدا ہونے والی تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی ضرورتوں

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عربی فارسی کے ان حروف کو آواز بنائے بغیر بھی سینے سے لگایا جائے۔ ورنہ ہمیں سارے سرائیکی ادب سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ میں اگرچہ کچھ عرصہ پہلے تک یہ سمجھتا تھا کہ اگر ان عربی فارسی حروف کو خارج کر دیا جائے اور سارے کلاسیکی ادب کو الگ نئے رسم الخط میں ڈھال دیا جائے۔ لیکن زیادہ غور و فکر سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایسا کرنا ناممکن نہیں کیونکہ اگر ہم نے یہ کوشش کی تو ہم نہ اِدھر کے رہیں گے نہ اُدھر کے۔

تجزیہ

زبان وقت اور حالات میں تبدیلی کے باعث خود بخود تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس تبدیلی کو ماہرین لسانیات زبان کا فطری ارتقاء قرار دیتے ہیں۔ زبان کے اس فطری ارتقاء کے سلسلے میں ان الفاظ کو بھی دیکھنا ضروری ہے جو کسی دوسری زبان کے لفظ کو دیکھ کر نیا لفظ بنایا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں بنانے والے کو دخل نہیں کیونکہ اس طریقہ کار کے تحت بنانے والے غیر محسوس طریقے سے الفاظ بناتے اور استعمال کرتے ہیں۔ یہ الفاظ زبان کے موجود لفظوں سے شکل وشباہت اور صوتی عناصر میں اس قدر قریب ہوتے ہیں کہ بولنے اور بنانے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی نیا لفظ استعمال کرنے لگے ہیں جو پہلے سے زبان میں موجود نہیں ہے۔ اس طرح بہت سی آوازیں اردو اور سرائیکی میں وقت کے ساتھ ساتھ جو صوتی تبدیلیاں آئیں وہ ایسے نامحسوس طریقے سے آئیں کہ بولنے اور بنانے والے کو احساس تک نہ ہوا۔ اردو اور سرائیکی میں عربی اور فارسی کی آوازوں کا داخل کا عمل بادشاہوں اور اسلام کی آمد تھی۔ اردو اور سرائیکی کے مصوتے اور نیم مصوتے تقریباً ایک جیسے ہیں۔ اسی طرح آوازیں کم اور علامتیں زیادہ ہونے کا مسئلہ سرائیکی میں بھی اردو کی طرح درپیش ہے۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

سرائیکی زبان میں کچھ اصوات ایسی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ منڈاری زبان سے سرائیکی زبان میں آئی ہیں۔بقول اسلم رسول پوری:

"کیونکہ منڈاری زبان کے کئی لفظ چانگ (جھنگھ)ڈوئی اور ڈانگ سرائیکی میں ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ان الفاظ کی جڑ میں ٻا۔ڄا اور ݙا کی موجودگی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منڈاری زبان کی آوازیں ہیں"[1]

منڈا قبائل کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ وادی سندھ سے نہیں بلکہ آسٹر یلوی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔چونکہ یہ سامی نسل سے مختلف نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔اس لیے ان آوازوں کی ادائیگی ان کے لیے ممکن ہے ۔

سرائیکی میں ڄا،ڱا ،(ن+ ج)اور(ن + گ)کا مجموعہ ہے۔ایسے بہت سے کم الفاظ ہیں جن میں ان اصوات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ان کو نکال کر اگر اردو کی طرح خفی الصوت مسئلے کا حال سرائیکی میں استعمال کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

اردو میں کسی لفظ کے درمیان میں آنے والی "ی" جب اپنی واضح آواز نہیں دے پاتی تو یائے مخلوط کہلاتی ہے۔

۔ مثلاً پیار، خیال، کیا وغیرہ میں یائے مخلوط پر الٹا جزم لکھا جاتا ہے

: ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں

"جیسے کیا، پیاس، پیار، کیوں یائے مخلوط پر الٹا جزم لکھا جائے گا وغیرہ"[2]

اسلم رسول پوری لکھتے ہیں۔یا تو اردو کی طرح یائے مخلوط کا استعمال کیا جائے یا پھر صرف "ی" سے کام پورا کرنا بہتر ہو گا۔

فارسی کی کچھ آوازیں ایسی ہیں جو عربی میں اضافہ کر کے بنائی گئی ہیں۔ان میں سے پا، چا اور گا کی آوازیں اہل سرائیکی آرام سے ادا کر سکتے ہیں۔ان کے لیے "ژا" ایک غیر ضروری آواز ہے۔اور سرائیکی لغت بھی ۔ اس سے خالی ہے

ژ"کا مسئلہ نہ صرف سرائیکی بلکہ اردو میں بھی بار بار اس مسئلے پر بحث کی گئی ہے۔ڈاکٹر مسعود حسن خان" ۔ لکھتے ہیں

ژ"کی آواز کو ہم نے اس جدول میں قائم رکھا ہے گو اس سے مرکب صرف چند ہی الفاظ اردو میں " مستعمل ہیں۔ اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ ہم یورپ کی بعض زبانوں مثلاً فرانسیسی کے الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کر سکیں گے۔ فرانسیسی میں یہ آواز بہت عام ہے مثلاً آندرے ژید، ژاں، ژاک روسو وغیرہ۔ اس طرح انگریزوں کے بعض الفاظ مثلاً پلیزر۔ میشر کا صحیح تلفظ کرنے پر قادر ہوں گے اور انھیں اہل پنجاب کی پلیئر اور میئر نہیں بنائیں گے۔ صوتیاتی نقطہ نظر سے ژ کی آواز مفرد اور منفرد طور پر اردو داں طبقہ میں ۳ے" رائج ہے

ماہرین سرائیکی لسانیات کو بھی چاہیے کہ اس صوت کو اپنی لغت میں شامل کریں نا کہ اس کو نکال دیں۔ اس کی شمولیت کے باعث سرائیکی میں دوسری زبانوں خصوصا فرانسیسی کے الفاظ سرائیکی زبان میں داخل ہو سکیں گے ۔

علاقائی زبانوں اور ہندی سنسکرت سے آئی ہوئی ہکاری آوازیں اردو کے ساتھ ساتھ سرائیکی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جنہیں ہائیہ / ہکاری اور بھاری آوازیں بھی کہا جاتا ہے۔ اردو میں ہائیہ اصوات وعلامات سترہ ہیں جن میں سے دس علامات قدیم ہیں۔

کھ۔ گھ۔ چھ۔ جھ۔ ٹھ۔ ڈھ۔ تھ۔ دھ۔ پھ۔ بھ

سات علامات بعد کی پیداوار ہیں۔

رھ۔ ڑھ۔ لھ۔ مھ۔ نھ۔ دھ۔ یھ

ہ مخلوط والے ہکار حروف (کسی حروف کو ادا کرتے وقت منہ میں ہوا دور تک لے جائیں) حروف ہکار کہلاتے ہیں۔ مثلا بھ، پھ، تھ، ٹھ کو عام طور پر مرکب حروف سمجھا جاتا ہے مگر اسلم رسول پوری کے نزدیک یہ حروف

۔ مفرد ہیں کیونکہ اعضائے صوت کی ایک ہی حرکت سے ادا ہوتے ہیں

اردو زبان نہ صرف ضرف ونحو کے لحاظ سے ایک ایسی مخلوط زبان ہے۔ اس میں خالص ہندوستانی آوازیں ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ کھ۔ گھ وغیرہ) بھی پائی جاتی ہیں اور خالص عربی آواز (ق) اور خالص فارسی آواز (ژ) بھی۔) اردو میں خاص عربی آوازیں ث۔ ح۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ق۔ ع۔ غ

۔ سرائیکی میں عربی آوازیں: آ۔ عا۔ تا۔ طا۔ ثا۔ سا۔ صا۔ حا۔ ہا۔ قا۔ کا۔ ذا۔ زا۔ ضا وغیرہ

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

اردو زبان میں زیادہ مسئلہ ایک جیسی صوتیات کا ہے۔ ث۔ سا۔ صا کی آوازوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی مسئلہ سرائیکی کو بھی درپیش ہے۔ سرائیکی زبان کے حروف تہجی ۵۶ بتائے جاتے ہیں جبکہ ڈاکٹر کرسٹو فر شیکل کے مطابق آوازوں کی تعداد ۴۸ ہے۔ اردو کی مانند سرائیکی میں بھی علامتیں زیادہ ہیں اور آوازیں کم۔ ز۔ ذ۔ ض۔ ظ۔ ث میں س۔ ص۔ ت۔ ط۔ ح۔ ہ۔ ع۔ ا کو زیادہ تر ماہرین لسانیات ان حروف کو صوتیات میں جگہ دینے کو تیار نہیں۔ کیونکہ اس سے تکرار لفظی کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں۔ ایک ۔ صوت کی ایک ہی آواز ہونی چاہیے

اسلم رسول پوری اپنے اس مضمون میں لکھتے ہیں۔ اردو میں عَلَم اور الم لکھنے سے بے شک فرق نہ پڑتا ہو مگر سرائیکی میں بار بمعنی (بوجھ) اور بار بمعنی (پھل) لکھنے سے فرق پڑے گا۔

> " اردو رسم الخط میں اس سے زیادہ حروف پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ذ۔ ض۔ ظ۔ ط۔ ن ث۔ ص وغیرہ یہ تمام حروف ہیں صوت نہیں۔ اردو رسم الخط کے لیے ایک طرح سے وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ عربی فارسی لسانی روایت کی دھاک ابھی تک اس طرح قائم ہے کہ اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود ان سے چھٹکارا نہیں مل سکتے۔ "[۴]

ان ماہر لسانیات کی رائے کی روشنی میں دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اصوات کی زیادتی سے تمام احباب پریشان نظر آتے ہیں۔ اور ان سے چھٹکارا بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی ان سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پا رہے اس کی وجہ جو ہمارے سامنے آتی ہے زائد علامات عربی اور فارسی سے لی گئی ہیں۔ ان کو نکالنے کی میں پچھلے ایک ہزار سال کی تحقیقی روایات کی روگردانی کرنا ایک آسان عمل نہیں پچھلے تمام علمی و ادبی سرمائے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے ۔

اردو کی طرح سرائیکی بھی ایک مخلوط زبان ہے اس کی تشکیل میں فارسی، عربی اور یہاں کی مقامی بولیوں کے ربط کو بڑا دخل حاصل ہے۔ زبان کا یہ ربط تہذیبی و ثقافتی عناصر کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے ۔ زبان اور ثقافت کو ایک دوسرے سے طاقت ملتی ہے۔

4

اردو زبان کی بنیاد میں عربی اور فارسی کے بے شمار الفاظ شامل ہیں صدیوں سے اسے شاہی و درباری، علمی، دفتری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ اس زبان کو مسلم حکمرانوں کے جو ہندوستان آتے رہے وقتاً فوقتاً بولتے

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

رہے۔ سلطان محمود غزنوی سے لے کر مغلیہ سلطنت تک تمام زبانوں ترکی، عربی اور فارسی کے اثرات ہمیں اردو زبان پر ملتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم سرائیکی زبان کی آوازیں اور ان کے بولے جانے والی جگہیں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو اسلم رسول پوری کے نزدیک آوازیں کہیں سے ادھار نہیں لی جا سکتی۔ کیونکہ انسان بولنے کی صلاحیت آواز کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا" اسلم رسول پوری سرائیکی آوازوں کو ۔ سے تقسیم کرتے ہیں

۱۔ سامی آریائی اور دراوڑی

۲۔ سامی اور ایرانی

۳۔ ہند آریائی

۴۔ فارسی زبان کے اثرات

۵۔ سندھی کے اثرات منڈا قبائل کے اثرات

پہلے تین نکات کو ذہن میں رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ ہندیورپی خاندان کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جو بعد میں ترقی کر کے ہند ایرانی اور مزید ترقی کے بعد ہند آریائی زبان بنا۔

اردو ایک آزاد آریائی زبان ہے اس کا نظام دوسری زبانوں سے یکسر جداگانہ ہے اور اگرچہ اس کا رسم الخط عربی اور فارسی کی روایات سے لیا گیا ہے۔ لیکن آریائی مزاج کا ساتھ دینے کے لیے اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ اور لسانی تبدیلیاں ایک دن میں رونما نہیں ہوتی ان کی پشت پر صدیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ رسول پوری، اسلم، سرائیکی زبان اور ندا رسم الخط تے آوازاں، ہمدرد پریس ملتان، طبع اول، 1980

۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا اور رسم الخط، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، مارچ 1977

۳۔ دلوی عبدالستار، مرتبہ، اردو میں لسانیاتی تحقیق، ڈاکٹر مسعود حسین خان، اردو حروف تہجی کی صوتیاتی ترتیب، قومی کونسل برائے فروغ اردو بمبئی، ص، ۴۲، 1971

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

۴؎ دلوی، عبدالستار، مرتبہ، اردو میں لسانیاتی تحقیق،ڈاکٹر مسعود حسین خان، اردو صوتیات کا خاکہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو، بمبئی، ص،۷، 1971